مکتب امام صادقؑ ... II

از مولانا سید فدا حسین بخاری۔ مانچسٹر

حضرت امام جعفر صادقؑ اکتیس سال کے تھے جب بظاہر عہدہ امامت پر فائز ہوئے۔ ائمہ اطہار علیہم السلام میں سے کسی امام کو ایسی فرصت پیش نہیں آئی جیسی امام صادقؑ کو پیش آئی۔ امامؑ کے زمانہ امامت میں بنی امیہ کی مرکزی حکومت زوال کا شکار تھی اور ان کے مخالف بنی عباس مختلف صوبوں میں برسر اقتدار آرہے تھے، لہذا یہ دونوں آپس میں اقتدار کی رسہ کشی میں برسرپیکار تھے۔

ایسے حالات میں امام جعفر صادقؑ کو نادر موقع مل گیا کہ وہ وسیع سطح پر دین اسلام کا حقیقی چہرہ آشکار کریں اور دین اسلام کو حقیقی معنی میں لوگوں تک پہنچائیں، اسلام کے حقیقی معارف، قوانین شرعیہ اور فقہ اسلامی جو رسول کریمؐ اور ائمہ اہلبیتؑ کی میراث تھی، کو لوگوں میں روشناس کرائیں اور اس کی تعلیم اپنے شاگردوں میں عام کریں۔ امامؑ اس میں نہایت کامیاب رہے۔ آپؑ نے بہت بڑی اوپن یونیورسٹی کی بنیاد مدینہ کی مسجد میں رکھی اور پھر اس کو کوفہ میں ۹۰۰ علماء کو دروس دیتے ہوئے دیکھا جو سب کے سب امام جعفر صادقؑ اور امام باقرؑ سے احادیث بیان کررہے تھے۔ امام صادقؑ کی اس اوپن یونیورسٹی میں ہزاروں کی تعداد میں عالم اسلام کے بڑے بڑے محدثین، حفاظ اور راویان حدیث اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ امامؑ نے مختلف شعبوں میں مختلف علماء اور سکالرز کو تیار کیا جو کہ اپنے اپنے شعبہ علمی میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ امامؑ نے کسی کو علم کلام میں، کسی کو علم حدیث میں، کسی کو علم صرف میں، کسی کو علم نحو میں، کسی کو فلسفہ میں، کسی کو علم طب میں، کسی کو کیمسٹری میں، کسی کو تفسیر قرآن میں، کسی کو فقہ میں، کسی کو علم لغت میں، کسی کو فلکیات میں اور کسی کو علم جفر میں، غرض یہ کہ اس وقت جتنے علوم تھے ان میں ماہرین کی جماعت تیار کی۔

کہا جاتا ہے کہ امامؑ نے چار سو علوم پر چار سو ماہر اور سکالر تیار کئے۔ ویسے تو امامؑ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار کے قریب بنتی ہے۔ اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ امامؑ نے مختلف شعبوں میں اسپیشلسٹ تیار کئے، ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ شام کا رہنے والا ایک عالم فاضل شخص امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اجازت طلب کرکے بیٹھ گیا۔ امامؑ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ شامی عالم نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ تمام سوالات اور مشکلات کا حل بتاتے ہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ سے بحث و گفتگو کروں۔ امامؑ نے فرمایا: کس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہو؟ شامی عالم نے کہا: قرآن مجید کی قرائت کی کیفیت کے بارے میں۔ امامؑ نے اپنے شاگرد ''حمران'' کی طرف دیکھا اور فرمایا: اس سے تم گفتگو کرو۔ شامی نے کہا: میں آپ سے گفتگو اور مناظرہ کرنا چاہتا ہوں نہ کہ ''حمران'' سے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو نے اسے شکست دے دی تو مجھے بھی شکست دے دی۔ شامی نے ''حمران'' سے بحث ومباحثہ کا آغاز کیا۔ شامی عالم نے جو کچھ پوچھا، اس کا مدلل جواب ''حمران'' نے دیا۔ بالآخر جب شامی عالم سوالات کرکے تھک گیا، لیکن ''حمران'' تھے کہ ہر سوال کا جواب جلدی سے دے رہے تھے۔

امام صادقؑ نے شامی عالم سے پوچھا: تو نے ''حمران'' کو کیسا پایا؟ شامی عالم نے اعتراف کیا کہ ''حمران'' واقعاً صاحب علم ہے جو بھی اس سے پوچھا گیا اس کا شیرین جواب پایا۔ شامی عالم نے کہا: اب میں لغت اور ادبیات عرب میں آپ سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ امامؑ نے اپنے چہرہ انور کو اپنے دوسرے شاگرد ''ابان بن تغلب'' کی طرف کیا اور انہیں فرمایا کہ اس شامی عالم سے لغت اور ادبیات عرب میں مناظرہ کرو۔ ''ابان بن تغلب'' نے اس مناظرے میں شامی عالم کی بہت جلد فرار کی راہیں مسدود کردیں اور شکست فاش دے دی۔ شامی عالم نے کہا: اب میں فقہ اسلامی کے بارے میں مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ امام صادقؑ نے اپنے ہونہار شاگرد ''زرارہ ابن اعین'' سے ارشاد فرمایا کہ فقہ میں اس سے گفتگو کرو۔ ''زرارہ'' نے اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے

کارلاتے ہوئے تھوڑی سی مدت میں بند گلی میں لاکر کھڑا کیا اوراسے شکست سے ہمکنار ہونا پڑا۔ اب شامی عالم نے کہا کہ میں علم کلام میں مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ امام صادقؑ نے اپنے ایک شاگرد کو کہ جو علم کلام کے ماہر تھے، جن کا نام "مومن طاق" تھا، حکم دیا کہ اس شخص سے مناظرہ کرو۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ شامی عالم نے اپنے آپ کو "مومن طاق" کے سامنے بے طاقت پایا اور شکست تسلیم کرلی۔

اس کے بعد بعض خصوصی مسائل میں امامؑ کے دوسرے اصحاب سے بحث و گفتگو کی، مثلاً خیر و شر اور اختیار انسان کے موضوع پر "حمزہ طیار" سے گفتگو کی۔ توحید پر "ہشام بن سالم" سے اور امامت کے موضوع پر "ہشام بن حکم" سے گفتگو کی، لیکن ان سب موضوعات میں امامؑ کے شاگردوں نے قاطع دلائل سے اور منطقی برہان سے اسے بے بس کردیا۔ اس تمام کارروائی کو امام علیہ السلام ملاحظہ فرمارہے تھے اور یہ دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

امام صادق علیہ السلام کی قائم کردہ اوپن یونیورسٹی میں صرف شیعیان حیدر کرارؑ ہی طالب علم نہ تھے، بلکہ اہل سنت کے بزرگ علماء اور امام بھی کسب فیض کرتے رہے۔ اہل سنت کے اکثر امام بلا واسطہ یا با واسطہ آپؑ ہی کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان میں نمایاں شخصیت جناب ابوحنیفہ کی ہے جو اہل سنت کے امام اعظم شمار ہوتے ہیں، وہ اپنے علم اور امام جعفر صادقؑ کی شاگردی پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں: "لو لا السنتان لهلک النعمان"۔ اگر وہ دو سال نہ ہوتے (جو امام جعفر صادقؑ سے میں نے کسب فیض کیا) تو نعمان (بن ثابت) ہلاک ہوگیا ہوتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جن سے کسب فیض کیا ان کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں کو اپنایا نہیں گیا، بلکہ ہمیشہ قیاس واستحسان ہی کو اولویت دی گئی۔

قارئین محترم آپ کے لئے امام جعفر صادقؑ کی مختلف مسائل پر ابوحنیفہ ہونے والی گفتگو کو تحریر کرتے ہیں۔

ایک دن ابوحنیفہ، امام جعفر صادقؑ سے ملنے کے لئے ان کے گھر کے باہر آئے اور گھر آنے کی اجازت طلب کی۔ امامؑ نے اجازت نہ دی۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر دروازے پر کھڑا رہا، اسی اثناء میں کچھ اہل کوفہ امام سے ملنے کے لئے آئے، انہوں نے اجازت طلب کی، انہیں اندر جانے کی اجازت مل گئی اور میں بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہوگیا جب ہم امام جعفر صادقؑ کے سامنے پہنچے تو میں نے امام صادقؑ سے کہا کہ بہتر ہے آپ اپنا ایک نمائندہ کوفہ بھیجیں تاکہ وہ کوفہ کے لوگوں کو منع کرے کہ وہ بعض اصحاب محمدؐ کو برا بھلا نہ کہیں۔ کوفہ میں تقریباً دس ہزار افراد اصحاب محمدؐ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے۔

امام صادقؑ نے جواب میں فرمایا: لوگ میرا کہنا نہیں مانتے۔ ابوحنیفہ نے کہا: یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ آپ کا کہنا نہ مانیں؟ آپ تو فرزند رسولؐ ہیں۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا: وہ لوگ جو میرا کہنا نہیں مانتے، ان میں سے ایک تو آپ خود ہیں، کیا آپ میری اجازت سے میرے گھر داخل ہوئے ہیں؟ میری اجازت کے بغیر بیٹھ گئے اور بغیر اس کے کہ میں اجازت دوں آپ نے بات شروع کردی ہے؟

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: سنا ہے کہ تم قیاس کی بناء پر فتوی دیتے ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر۔ سب سے پہلے جس نے قیاس کی بنیاد پر رائے قائم کی وہ شیطان تھا۔ جب اللہ تعالی نے اسے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اس نے کہا کہ میں سجدہ نہیں کرتا، اس لئے کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے، آگ مٹی سے افضل ہے۔ اس کے بعد امام صادقؑ نے قیاس کے باطل ہونے پر اسلام کے قوانین میں سے چند قوانین کا تذکرہ کیا جو قیاس کے باطل ہونے پر بہترین دلیل ہیں۔ امام صادقؑ نے ابوحنیفہ کو مخاطب قرار دیتے ہوئے کہا: تیری نظر میں کسی کو بغیر جرم کے قتل کرنا بڑا گناہ ہے یا زنا؟ ابوحنیفہ نے جواب دیا: کسی کا بنا حق قتل کرنا بڑا جرم ہے

امامؑ نے فرمایا: اگر قیاس پر عمل کرنا صحیح ہوتا تو پھر قتل کے لئے کہ جو بڑا گناہ ہے زیادہ گواہوں کی ضرورت ہونی چاہئے تھی، جب کہ اسلام نے قتل کے لئے دو گواہوں اور زنا کے لئے چار گواہوں کی گواہی لازم قرار دی ہے جب کہ یہ چھوٹا گناہ ہے۔ کیا یہ قانون اسلامی قیاس کے مطابق ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں۔

اچھا یہ بتاؤ کہ پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ تو کہنے لگا کہ پیشاب۔ امامؑ نے فرمایا: پھر کیوں اللہ تعالی نے پیشاب کے معاملے میں وضو کا حکم دیا ہے، لیکن منی کے بارے میں غسل کا حکم دیا ہے۔ کیا یہ حکم قیاس سے موافقت رکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ پھر امامؑ نے فرمایا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ تو جواب دیا کہ نماز افضل اور اہم ہے۔ امامؑ نے فرمایا: تو پھر کیوں حائضہ پر ایام حیض میں نہ پڑھی جانے والی نمازوں کی قضا نہیں، لیکن رمضان کے روزوں کی قضا ضروری ہے؟ آیا یہ حکم قیاس کے مطابق ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ عورت ضعیف تر ہے یا مرد؟ جواب میں کہا کہ عورت۔ تو امامؑ نے فرمایا: پھر ارث میں مرد کا حصہ، عورت کے حصہ سے دوگنا کیوں ہے؟ کیا یہ قیاس کے موافق ہے؟ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے کیوں حکم دیا کہ اگر کوئی کسی کے دس درہم چرالے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیں اور جب کوئی ویسے کسی کا ہاتھ کاٹ دے تو اس کا دیہ پانچ سو درہم ہے؟ کیا یہ بات تیرے قیاس کے مطابق ٹھیک ہے؟

پھر امامؑ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ تم سورہ التکاثر کی اس آیت "لتسئلن یومئذ عن النعیم" (روز قیامت ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا) کی تفسیر اس طرح سے کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے لذیذ غذاؤں اور ٹھنڈے پانی اور مشروبات کے بارے میں مواخذہ فرمائے گا؟ ابوحنیفہ نے کہا: ہاں میں اسی طرح معنی کرتا ہوں

امامؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمہیں اپنے گھر دعوت دے اور تیری خدمت لذیذ غذاؤں اور مشروبات سے کرے، بعد میں تجھ پر اس دعوت کا احسان جتلائے، ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ تو جواب میں کہا: میں تو کہوں گا کہ یہ بڑا بخیل آدمی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: کیا خداوند عالم (نعوذ باللہ) بخیل ہے کہ جس نے ہمیں غذائیں دی ہیں، ان کے بارے میں سوال کرے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر جس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا وہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: جس نعمت (عظیم) کے متعلق قیامت کے روز سوال ہوگا؟ وہ خاندان رسالت (اور اہلبیتؑ) کی محبت اور دوستی ہے۔

خداوند عالم سے دعا ہے کہ ہمیں محبت محمد وآل محمدؐ پر زندہ رکھے اور اور محبت محمد وآل محمدؐ پر موت دے اور محبت محمد وآل محمدؐ پر محشور فرمائے اور امام جعفر صادقؑ کی فقہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دی کہ جو حقیقی اسلام محمدیؐ ہے۔ آمین۔